رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۰

دین کی نصرت کے لیے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الہام حضرت مسیح موعود

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۴ شوال سنہ ۱۳۳۵ھ | نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مستورات میں درس قرآن کریم شروع فرمایا ہوا ہے۔ جو ایک دن بیچ کر کے ہوتا ہے ۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کشمیر اور بعض دیگر مقامات کی سیر کر کے واپس تشریف لے آئے ہیں ۔

کل اور آج (۱۳ اگست) خوب پانی برسا۔ ابھی مطلع ابر آلود ہے۔ ڈھاب خوب بھر گئی ہے ۔

مولوی ارجمند صاحب (مولوی فاضل) معہ میاں عبد الاحد صاحب افغان سرحدی علاقہ کی طرف برائے تبلیغ بھیجے گئے ہیں

مسجد اقصیٰ کے لئے سائبانوں کے متعلق سکرٹری صاحب لوکل انجمن نے جو تحریک فاروق میں کی ہے اسکی طرف احباب کو خاص طور پر توجہ کرنا اور بہت جلدی رقم مطلوبہ پوری کر دینا چاہیے ۔

اخبار احمدیہ

عیسائی مناظر کا مباحثہ سے فرار

بمبئی میں عیسائی صاحبان سے جو مباحثہ کئی دن ہونا قرار پایا تھا۔ اور جس کے پہلے دن کی خبر [illegible] دوسری جگہ درج ہے۔ اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مندرجہ ذیل تار موصول ہوا ہے "الحمد للہ پہلے دن کا مباحثہ بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ اور دوسرے دن پادری جوالا سنگھ نے بھرے مجمع میں بحث سے انکار کر دیا۔ پبلک کی رائے ہمارے ساتھ ہے بحث کا خاتمہ ہماری فتح پر ہوا" ۔

ایک خاندان مشرف باسلام

مولوی عبد الحی صاحب عرب لائلپور سے اطلاع دیتے ہیں۔

الحمد للہ ایک خاندان جسکو میں ایک عرصہ سے اسلام کی طرف تحریک کر رہا تھا۔ اور قاضی عبد اللہ صاحب اور حضرت مفتی صاحب نے بھی انکو کئی دفعہ تبلیغ کرائی تھی۔ آخر خدا کے فضل سے بطیب خاطر حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوا۔ پہلے نام یہ ہیں۔ مسٹر ای مالو مسٹی۔ مسٹر ای مسٹی۔ مس بیج مسٹی۔ ایڈورڈ مسٹی۔ مسٹر کے ریگن مس ہیں اوکو۔ ڈاکٹر ہرن ورگ۔ اسلامی نام۔ عبد اللہ۔ آمنہ۔ جمیلہ احسن۔ خشیہ۔ فاطمہ۔ عبد الرحمٰن رکھے گئے۔ ایک لڑکا اور لڑکی ابھی چھوٹے ہیں۔ کل نو کس ہیں ۔

احمدی احباب ہوکر رہیں

ایک شخص مسمی حاجی ملک پشاوری جو گذشتہ سال کلکتہ میں کچھ عرصہ رہا۔ اپنے تئیں احمدی ظاہر کر کے کئی احباب کو ٹھگ کر بہت سا روپیہ لیگیا۔ ایک نہایت ہی غریب مگر مخلص مزدوری پیشہ احمدی بھائی سے قریباً پچاس روپے دھوکے سے لیکر کلکتہ سے بھاگ گیا۔ کرمی سید ارشاد علی صاحب احمدی لکھنوی کے خط سے معلوم ہوا کہ حاجی ملک پشاوری لکھنؤ میں بھی گیا تھا۔ اور وہاں بھی اپنے تئیں احمدی ظاہر کرتا

ہنگامۂ یورپ

فرانسیسی پیش قدمی - سر ڈگلس ہیگ کی اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسیوں نے بکس شوٹ کے شمال مغرب کی طرف پیش قدمی کی ہماری آتش باری نے دشمن کے ایک نئے کو ادیوز کے شمال کی طرف پسپا کر دیا ۔

ویسٹہاک کی تسخیر - ایک برطانوی کمیونک مظہر ہے کہ ہم نے ویسٹہاک کی تسخیر مکمل کر لی - اور ویسٹہاک کی پہاڑی کے بقیہ مقامات فتح کر لئے - لڑائی کے میسرہ پر فرانسیسی بیو شوٹ کے شمال میں ترقی کر رہے ہیں - ہماری حملہ آور پارٹیوں نے مانشی بے پر کیس کے مشرق میں ایک وسیع محاذ پر سرنگیں اڑا دیں - دشمن کی جان و مال کا کثیر نقصان ہوا - کلدار توپوں نے جرمن کے جوابی حملوں کو پسپا کیا

امریکن وفد کی واپسی - سینر روٹ کا وفد واشنگٹن واپس آ گیا ہے - اس کے ممبروں کا بیان ہے کہ روس کے آثار امید افزا ہیں - امریکہ کا خاص فرض ہے کہ وہ روس کو پیغام پہنچا دے کہ امریکہ آخر تک لڑیگا ۔

شہنشاہ جاپان کا جواب ملک معظم کو - شہنشاہ جاپان کی طرف سے ملک معظم کے پیام مرسلہ ۴ ماہ حال کا یہ جواب دیا گیا ہے "شہنشاہ جاپان برطانوی فوجوں کی شاندار بہادری بلند حوصلگی اور غیر معمولی طاقت پر آفرین کہتے ہیں - اور امید کرتے ہیں کہ اتحادیوں کی کامل کامیابی کچھ دور نہیں ہے" ۔

روسی حملہ آوری - ایک روسی لاسلکی کمیونک مظہر ہے کہ دریائے برکز کے اتصال کے خطہ میں ہم نے حملہ آوری کی صورت اختیار کر لی ہے - اور موضع بار جکوزی اور وادی گوڈا اور اس کی مغربی بلندیوں پر قبضہ کر لیا ہے - ... ۳ قیدی ہمارے ہاتھ آئے - دریائے سیرتھ کے مغرب میں ہم نے دشمن کے حملوں کو پسپا کیا - دشمن نے اوزنکبی کے مغرب اور سوچی کے جنوب مغرب میں دو بلندیوں پر قبضہ کر لیا - کیمپو لنگ کی سڑک کے دونوں جانب مشرق میں ہم پیچھے ہٹ آئے - ٹیکیچی کے شمال میں دشمن نے ہم کو پیچھے دھکیل دیا ۔

روسی جنگی وزارت - ریوٹر کو معلوم ہوا ہے - کہ موسیو کرنسکی کا ارادہ ایک جنگی وزارت بنانے کا ہے جس میں موسیو ٹریشنکو موسیو نکرسکاف - موسیو اکسنیٹف شامل ہونگے - اس کا اجلاس روزانہ ہوا کرے گا - اور ضرورت کے وقت کمانڈر انچیف بھی شامل ہو گا ۔

روسیوں نے دو مقام خالی کر دیئے - لنڈن کی تار برقی مظہر ہے کہ اخبار نووی ایما سے معلوم ہوا ہے کہ روسیوں نے دو شہر کیمینٹز پاڈولنگ اور سکاٹ خالی کر دیئے ہیں ۔

مزید پسپائی - ایک روسی لاسلکی کمیونک مظہر ہے کہ غنیم نے اسپاٹ اور گرگالی کے شمال و مغرب کی طرف ایک بلندی پر قبضہ کر لیا - اور رومانیوں کو دائمز ا اور کہنگ کی وادیوں کے درمیان پیچھے ہٹا دیا - غنیم ہم کو علاقہ فوسکانی میں پیچھے ہٹا رہا ہے ۔

جرمنی میں صلح کا مطالبہ - ایمسٹرڈم کی تار برقی مظہر ہے کہ ہر شیڈمین نے مانہیم میں ... ۴ اشخاص کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے صلح کے مفاد کے حق میں مطالبہ کیا کہ موجودہ جرمنی گورنمنٹ کی جگہ ہیت عامہ کی گورنمنٹ مقرر کی جانی چاہیئے جو لوگوں کی رائے کی حقیقی مظہر ہو - اسیس ۸ ہزار کار کنوں نے صلح کے حق میں مظاہرہ کیا

فلانڈرز میں سیلاب - ریوٹر کا نامہ نگار ہیڈ کوارٹر سے تار خبر ارسال کرتا ہے کہ جرمنوں کو موسم کا بہت مشکور ہونا چاہیئے کہ اس نے برطانیوں اور فرانسیسیوں کو اس سے زیادہ تکلیف دی - جتنی کہ کوئی بھی جوابی حملہ دے سکتا ۔

بلجیم میں لڑائی - ایک فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ بلجیم میں توپ خانوں کی سخت لڑائی ہو رہی ہے - میوز کے دائیں طرف دشمن نے دشت کوریز میں پوزیشنوں پر حملہ کیا ایک دستہ فوج نے ہماری اگلی لائن پر قدم جمائے - لیکن فوراً وہاں سے نکال دیا گیا ۔

جرمن سپاہیوں کی بغاوت - ایمسٹرڈم کی تار خبر مظہر ہے کہ انٹی ورپ (واقعہ بلجیم) میں ۳۰۰ جرمن سپاہیوں نے بغاوت کر دی - جب انہیں یائی پرس کے محاذ کو جانے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے اپنی بندوقیں پھینک دیں - انہیں فوراً مغلوب کر لیا گیا - اور ہتھکڑیاں لگا کر بارکوں میں لیجایا گیا ۔

جنگی تیاری - چینی گورنمنٹ زبردست فوجی تیاریاں کر رہی ہے

افریقہ میں جنگ - لنڈن کی تار خبر ہے کہ مشرقی افریقہ کا اعلان مظہر ہے کہ لنڈی کے جنوب مغرب کی طرف دشمن کی بڑھی ہوئی چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد ہم نے میو حسیابر کی بڑی پوزیشنوں پر حملہ کیا - لڑائی بڑی سخت تھی - طرفین کا بڑا سخت نقصان ہوا - ہم علاقہ کلوا میں دریائے منڈا کر تک پہنچ گئے - ہم دشمن کو ماہینگی کی طرف دبا رہے ہیں - اس مقام کے جنوب کی طرف ایک بردست فوج کے ساتھ جنگ ہوئی ۔

آبدوزوں کی دستبرد - لنڈن کا میونجری اعلان کرتا ہے کہ گذشتہ ہفتہ میں ۲۶۷۳ تجارتی جہاز برطانوی بندرگاہوں میں پہونچے - اور ۲۷۹۴ وہاں سے روانہ ہوئے - ... ۱۶ اُن سے زیادہ وزن کے ۱۴ جہاز اور اس سے کم وزن کے دو جہاز غرق کئے گئے - اور ۱۲ جہازوں پر حملہ ناکام رہا ۔

ہندوستان کی خبریں

مفرور پنجابی طلباء - ۱۹۱۵ء میں چند پنجابی طلباء ہندوستان سے بھاگ کر سرحد کی طرف چلے گئے تھے - ہز میجسٹی امیر کابل نے انہیں آگے جانے سے روک دیا - اور زیر حراست رکھا - حراست کے ابتدائی ایام میں ایک مر گیا اور باقیوں کو بعض پابندیوں کے ماتحت آزادی دے دی گئی - اسیر تین نوجوان بھاگ کھڑے ہوئے - جنہیں آگے جا کر روسی فوجوں نے گرفتار کر لیا - اور وہاں سے فوجی نگرانی میں ہندوستان پہنچایا گیا ان پر گورنمنٹ نے رحم کر کے بعض شرائط پر رہائی دے دی ہے

بنگال کے دریاؤں میں سیلاب - بہار کے اضلاع پٹنہ اور گیا کے علاوہ بنگال کے چند اضلاع کو بھی حال کے سیلابوں سے سخت نقصان پہنچا ہے جو ہزاری باغ اور اسنتھال پرگنوں میں سخت بارش کے باعث آئے تھے - ان پہاڑی علاقوں سے آجوئے - تورہ - دا مودر - ا - فور روپ نرائن دریاؤں میں پانی چڑھ آیا - جس سے انمیں سخت سیلاب آگیا - ان دریاؤں کے بند کئی جگہ سے ٹوٹ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرشد آباد - بیر بھوم - بردوان - ہگلی - ہاوڑہ اور مدناپور میں کثیر التعداد مواضعات زیر آب ہو گئے کثیر التعداد کچے مکانات گر گئے - اور ہزاروں آدمی بے گھر ہو گئے - کسی جان کا نقصان نہیں ہوا ۔

کالا باغ بنوں ریلوے - ۶ اگست کے کالا باغ بنوں ریلوے پر مزید بارش کے باعث لائن بہہ گئی اسلیئے ۱۳ اگست تک پبلک آمدورفت بند کی گئی ہے ۔

پنجاب لیجسلیٹو کونسل - پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ۶ نومبر کو بوقت ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ صبح لاہور میں منعقد ہو گا ۔

تعلیمی کانفرنس کا افتتاح - ۲۰ اگست کو حضور والا سرائے شملہ میں اس کانفرنس کا افتتاح فرمائینگے - جس میں ثانوی مدارس میں انگریزی پڑھائے جانے کے سوال پر غور ہو گا ۔

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء

گورنمنٹ برطانیہ اور ہم

بتاریخ ۴ اگست ۱۹۱۷ء موجودہ جنگ کی تیسری سالگرہ کے موقعہ پر قادیان دارالامان میں جو دعائیہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو کچھ موقعے ایسے پیش آتے ہیں۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے سامنے اونچی نظر نہیں کر سکتے لیکن اسلام جس تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور جس صداقت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ وہ ایسی کامل اور بے نقص ہے۔ کہ کوئی کمزوری اور کوئی کمی اس میں نہیں پائی جاتی۔ کوئی معاملہ ایسا نہیں جسمیں شریعت اسلام نے دخل دیا ہو یا جس میں دخل دینا ضروری ہو۔ خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی۔ تمدنی ہو یا معاشرتی ہو جسے بھی اسلام نے لیا ہے۔ اسے ایسا کامل ایسا بے عیب اور بے نقص کرکے بیان کیا ہے کہ ذرا کمزوری نہیں پائی جاتی۔

سیاست

ہی کو لے لو۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کی وجہ سے بڑے بڑے فتنے اور فساد اور بڑی بڑی جنگیں ہوتی۔ اور بڑے بڑے مصائب آتے ہیں کیوں؟ اسلیئے کہ مختلف مذاہب نے اپنے پیروؤں کو سیاست کے متعلق جو تعلیمیں دی ہیں۔ وہ ایسی ناقص ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہودی مذہب میں غیر مذاہب والوں سے جو سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اسے دیکھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کے ہاں دیگر مذاہب کے لوگوں کے متعلق جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ بہت سخت اور خطرناک ہے۔ پنڈت دیانند صاحب نے اس تعلیم کا جو نقشہ ستیارتھ پرکاش میں کھینچا ہے۔ وہ حیران کر دینے والا ہے۔ اور اگر اس پر عمل کیا جاوے۔ تو تباہی و بربادی میں کوئی شک ہی نہیں رہتا یہی حال دوسرے مذاہب کا ہے۔ اور صرف

اسلام

ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ۔ جس نے رعایا اور حکومت کے درمیانی تعلقات کو نہایت عمدہ بنانے کا طریق بتایا ہے۔ اس لئے ایک مسلمان کسی حکومت کسی سلطنت اور کسی گورنمنٹ کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلام نے نفاق اور غداری کو سخت ناپسند فرمایا۔ اور اس سے سختی کے ساتھ روکا ہے اور صریح طور پر فرمایا ہے۔ کہ بڑی بے دینی اور شرارت یہود کا ذکر کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ ان اُمیوں کا ہم پر کوئی حق نہیں ہے کہ ان سے معاہدے کرکے توڑیں نہیں۔ اس قول سے نفرت کا اظہار کرتا اور انہیں جھوٹے قرار دیتا ہے۔ تو اسلام نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ حاکم خواہ کسی مذہب اور کسی قوم کا ہو اس سے بددیانتی۔ بدعہدی اور بغاوت نہیں کرنی چاہیئے اس کے معاہدات کو توڑنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ جو معاہدات اور اقرار ہوں انہیں ضرور نباہنا چاہیئے ؎

یہ ایسی لطیف اور

بے عیب تعلیم

ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے کوئی ایسا مسلمان جو قرآن کریم پر ایمان رکھے۔ اور اسکے سمجھنے کی توفیق پائے۔ وہ کسی کے سامنے نہ تو شرمندہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اسے نفاق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ پھر قرآن کریم کا یہ حکم کہ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اللہ اور اس کے رسول اور جو تم پر حاکم ہو۔ اسکی اطاعت کرو۔ اس سے تمام فتنے اور فساد اٹھ جاتے ہیں۔ اس وقت تک جس قدر ایسی

مذہبی لڑائیاں

ہوئی ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے حکمرانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہیں۔ ان کا باعث یہی ہوا ہے کہ جس ملک کے ساتھ ان کے بادشاہ کی لڑائی تھی۔ وہ ان کا ہم مذہب تھا۔ اور اپنا بادشاہ غیر مذہب کا۔ یورپ کی صلیبی جنگوں میں یہی بات تھی جو کام کر رہی تھی۔ فرانس سے بعض سیاسی وجوہات کی بناء پر جنگ شروع ہوئی تھی۔ مگر سپین اور فرانس کے لوگ اپنے بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے سمجھا کہ ہمارے مذہب کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ اولوالامر کی اطاعت کرو۔ خواہ کوئی ہو اسکی اطاعت سے نکلنے کا کسی صورت اور کسی وقت بھی تمہیں حکم نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسکے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ تو اسلام نے صاف طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ جو کسی پر حاکم ہو۔ اس کی اطاعت کرنا اسپر فرض ہے۔ فرماتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی پابندی کرنے میں کوئی روک نہیں پاتے تو پھر تم پر فرض ہے کہ ان حکام کی اطاعت کرو۔ جو تم پر حکمران ہوں یہاں خدا تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کرنے کی

دو شرطیں

بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کی اگر اطاعت کھلے بندوں کر سکو دوسرے یہ کہ اس کے رسول کے احکام کے ماننے اور ان پر عمل کرنے میں کوئی روک نہ پاؤ۔ تو پھر اولوالامر کی اطاعت کرو۔ پس ہر ایسی حکومت جو ان فرائض کے ادا کرنے میں روک نہ ہو جو اسلام انفرادی طور پر ایک مسلمان پر فرض کرتا ہے۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اور انکے ادا کرنے میں آزادی ہو۔ تو اس کی اطاعت اسلام فرض قرار دیتا ہے۔ ہاں ایسی باتیں جو افراد سے نہیں۔ بلکہ حکومت سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنا یا زانی کو سنگسار کرنا وغیرہ ان سے افراد کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ ان کے متعلق جواب دہ ہیں اور جب ان کے ادا کرنے میں آزادی حاصل ہو۔ تو ان پر حکومت کی اطاعت کرنا اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح اللہ اور رسول کے دوسرے احکام کی اطاعت۔ اس بات پر دنیا میں عمل کرنے سے کوئی فساد اور کوئی جنگ نہیں ہو سکتی۔ یہ جنگ جو آج کل ہو رہی ہے۔ اس میں بھی طرفین میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو آپس کے مذہبی تعلقات یا کسی اور وجہ سے اپنے ہی لوگوں کے راستہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کمزوری واقعہ ہو جاتی ہے۔ اور دشمن کو کامیابی کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو تاریخوں سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ اسی وجہ سے کیسی کیسی خطرناک لڑائیاں ہوئی ہیں۔ ہمارے مذہب اسلام کے خلاف جو جنگیں ہوئی تھیں۔ ان کی بھی یہی وجہ تھی مگر

اسلام کہتا ہے

کہ جس حکومت کے ماتحت رہو۔ اس کی اطاعت میں فرق نہ آنے دو۔ یہ نہیں کہ وہ اگر تمہارے کسی ہم مذہب بادشاہ سے برسر پیکار ہو۔ تو تم اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہو۔

اس اصل کو سامنے رکھ کر دیکھ لو۔ کیا اسپر عمل کرتے ہے

کوئی فتنہ اور فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس طرح تو بہت سی جنگیں رک جاتی ہیں۔ کیونکہ جب کوئی لڑائی کا آغاز کرنے والی حکومت دیکھیگی۔ کہ اس کے گھر میں بڑا پختہ اتفاق واتحاد ہے۔ اور اس کے تمام لوگ یک جان ہو کر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ تو وہ حملہ کرنے کا خیال ترک کر دیگی۔ دشمن حملہ اسی وقت کیا کرتا ہے۔ جبکہ گھر میں فساد اور نا اتفاقی کے آثار دیکھتا ہے۔ اور جب یہ نہ ہوں۔ تو پھر بڑی بڑی طاقتور سلطنتیں بھی حملہ کرنے سے جی چراتی ہیں۔ اسلام کے خلاف جو

صلیبی جنگیں

ہوئیں۔ انکی یہی وجہ تھی کہ عیسائی حکومتوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے ماتحت جو عیسائی ہیں۔ وہ حکومت سے خوش نہیں ہیں۔ چنانچہ جب انہوں نے حملہ کیا۔ تو گھر کے عیسائی باشندے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مسلمانوں کا ناک میں دم کر دیا۔ تو بہت سی جنگیں اسی وجہ سے شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ دشمن جانتا ہے یا سمجھتا ہے۔ کہ ان کے گھر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو۔ تو بہت سی جنگیں رک جائیں۔ اور اگر لڑائی شروع بھی ہو جائے۔ تو ایسی سلطنت جس کے گھر میں اتفاق واتحاد ہو۔ دشمن کا بڑی عمدگی سے مقابلہ کر سکتی اور اسے بھگا سکتی ہے۔ کیونکہ اسے گھر کا فکر نہیں ہوتا۔ کہ اس میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے اس کی ساری توجہ اور قوت دشمن ہی کے اخراج میں لگ جاتی ہے۔ اور اسے شکست دیدیتی ہے۔

لیکن **اتفاق واتحاد**

اسی طریق سے پیدا ہو سکتا ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ اور جس کی تلقین اس نے اپنے پیرؤوں کو کی ہے کہ اپنی حکومت کی اطاعت کرو۔ ایسی اعلیٰ اور بے نقص تعلیم اور کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا۔ دیگر مذاہب اپنے اپنے مذہب کے بادشاہ کی اطاعت کی تعلیم تو دینگے۔ اور اس کی فرمانبرداری کا بھی حکم کرینگے۔ مگر قرآن کریم کے سوا اور کسی مذہب کی کتاب میں یہ نہیں ہوگا کہ

غیر مذہب کے حکمران

کی بھی اطاعت کرو۔ حالانکہ اصل سوال یہی ہے۔ جس کا جواب ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے مذہب کے حکمرانوں کی اطاعت تو اکثر کرتے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ اسے اپنی ہی حکومت سمجھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مذہب کا حاکم ہو۔ تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ اس کا جواب سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب نہیں دیتی۔ قرآن ہی کہتا ہے کہ تمہارا حاکم خواہ کوئی ہو۔ تم نے جو اس سے اطاعت اور فرمانبرداری کا معاہدہ کیا ہے۔ اس کے کبھی خلاف نہ کرنا اور اسکی ضرور اطاعت کرنا ۔

تو قرآن کریم نے یہ ایک ایسا اصل بتا دیا ہے۔ کہ اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں۔ تو ہونیوالی نصف جنگیں اسی سے رک سکتی ہیں ۔

اسلام کی اسی تعلیم کے ماتحت

حضرت مسیح موعودؑ

نے اپنی جماعت کو بار بار اور بڑے زور سے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ شرطیں جو قرآن کریم نے رکھی ہیں۔ وہ چونکہ اس سلطنت میں پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کی اطاعت بھی فرض ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ کہ اول اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور پھر اولو الامر کی کرو ۔

پس اب جبکہ اللہ اور اسکے رسول کی وہ اطاعت جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس میں ہمیں آزادی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ

اولو الامر کی اطاعت

نہ کی جائے ۔

اس طرف آپ نے بڑے زور سے اور بڑی کثرت کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔ اور کہا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ پس حضرت صاحب کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا

اللہ اور اسکے رسول

کا ہی توجہ دلانا ہے۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے ۔

بہت لوگ نادانی سے

اولو الامر منکم کے معنے

یہ کرتے ہیں کہ اس میں اس حاکم کی اطاعت کا حکم ہے۔ جو اپنے مذہب کا ہو۔ کیونکہ منکم کے معنے "تم میں سے" ہیں۔ اور جب کوئی ہم میں سے ہو گا۔ تو مسلمان ہی ہو گا۔ مگر یہ معنے درست نہیں ہیں۔ کیونکہ دوسری کئی جگہ خدا تعالےٰ نے معاہدات کی پابندی اور معاملات کے اچھا اور عمدہ رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن کیسی تعجب اور حیرانی کی بات ہوگی۔ اگر اس آیت میں صرف اپنے ہم مذہب حکمرانوں کی اطاعت کا حکم ہو۔ اور دوسروں سے بغاوت اور غداری کو روا رکھا گیا ہو۔ کیا دوسری آیات پر عمل کرنا بھی چھوڑ دیا جائے گا۔ یا انکے لئے منافقت اختیار کی جائے گی ۔

پھر اگر منکم کے یہی معنے لئے جائیں کہ "تم میں سے" تو پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سے مراد اپنی قوم کا حاکم ہے جب ہماری قوم کا کوئی حاکم ہو گا۔ اس وقت اس کی بات مانیں گے۔ دوسرے کی نہیں مانینگے۔ مثلاً سید کہیں کہ ہم اسی حاکم کو مانینگے۔ جو سید ہو۔ مغل کہیں ہم اسی افسر کی بات قبول کرینگے۔ جو مغل ہو۔ اور ہر قوم کے لوگ یہی کہیں۔ تو کیا اس طرح دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے یا کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ۔

پھر ایک گھرانے کے لوگ کہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی حاکم ہو گا۔ تو اس کی مانینگے۔ اور کی نہیں مانینگے۔ اسی طرح ایک گھر کے لوگ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے ہی گھر کے حاکم کی مانینگے اس طرح تو ایسی ابتری پھیلتی ہے کہ کوئی انتظام قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ اسلئے اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر اسکے

عام معنے

لئے جائیں۔ تب مطلب درست ہو سکتا ہے۔ ورنہ اپنے مرکز سے اس لفظ کے معنوں کو ہٹا کر کوئی معنی بن ہی نہیں سکتے۔ اور کسی آیت کے ایسے معنی کرتے جن کا کوئی مطلب ہی نہ ہو۔ کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔ مومن کا تو یہ کام ہے۔ کہ جو معنی وسیع اور اعلیٰ مطالب ظاہر کرنیوالے ہوں۔ انکو بیان کرے۔

چنانچہ یہ بات تمام فرقوں کے مفسرین کے نزدیک مسلم ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ جو عام لفظ ہو۔ اس کے معنے عام ہی کرنے چاہئیں۔ تو منکم کے جو وسیع معنے ہیں وہ لئے جائینگے۔ اور وہ یہ ہیں کہ انسانوں میں خواہ کسی مذہب یا قوم کا حاکم ہو۔ اسکی

اطاعت کرنی چاہیئے۔ یا منکم کے معنے علاوہ کئے جائینگے کہ جو تم پر حاکم ہوں۔ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ یہاں خدا نے منکم فرماکر

ایک اور فتنہ

کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ منکم سے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ جو تم پر بادشاہ ہو۔ اس کی اطاعت کرو۔ نہ کہ ہر ایک بادشاہ جو تمہیں کوئی حکم دے اُسے مان لو۔ اس کے دوسروں کی زبردستی کی حکومت اور ان کی بات مان کر اپنے بادشاہ سے غداری کرنے کو روک دیا گیا کہ اگر کوئی غیر بادشاہ تمہیں کچھ کہے۔ تو اس کا ماننا تم پر فرض نہیں ہے۔ اس طرح بھی بہت سے فساد اور فتنہ مٹ جاتے ہیں ؛

خیر میں نے بتایا کہ اس آیت میں اطاعت حکام کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ شرط یہ رکھی ہے کہ جب تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکام ماننے میں آزادی ہو۔ تو تم پر اطاعت حکام فرض ہے۔ پس جبکہ ہمیں گورنمنٹ برطانیہ میں آزادی حاصل ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اولوالامر کی اطاعت نہ کریں یہ

ہماری اطاعت

صرف اس لئے نہیں ہے کہ دنیاوی لحاظ سے ہمیں اس حکومت سے تعلق اور واسطہ ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ پس ہم پر گورنمنٹ کی اطاعت دوسرے مذاہب کے لوگوں کی نسبت زیادہ فرض ہے۔ کیونکہ اسلام نے کھول کھول کر اس کو بتا دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا

عملی ثبوت

دیا ہے۔ آپ نے تمام عمر حکومت کی اطاعت کی۔ اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو بظاہر اطاعت کرتے ہیں۔ اور اگر ان کا بس چلے۔ تو حکام کو کھا جائیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو امام مہدی کے تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا گذرتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ میرے پاس ایک سرکاری افسر بیٹھا تھا۔ میں نے اسے بغداد کے فتح ہونے کی خبر سنائی تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور اس نے سخت ناپسند کیا۔ مگر اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے۔

اسلام کہتا ہے

کہ اپنے حکمرانوں کی سچے دل سے اطاعت کرو۔ پس ہم جو گورنمنٹ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اسی کے ماتحت۔ نہ کسی پر احسان کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح ہم کو نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اسی طرح حکومت کی اطاعت کرنے کا حکم ہے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم روزہ رکھتے ہیں۔ مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ ہم حج کرتے ہیں۔ مگر کسی پر احسان نہیں کرتے۔ اور جو ان میں سے کوئی حکم نہیں مانتا۔ وہ اپنی ذات اور اپنی روح کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ہم گورنمنٹ کی اطاعت کرتے ہیں۔ مگر کسی پر احسان نہیں کرتے اور جو نہیں کرتا۔ وہ اپنی روح کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور یہ ایسا ہی انسان ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے دوسرے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ کبھی کوئی یہ

ثابت نہیں کر سکتا

کہ کسی خدا کے برگزیدہ یا پیارے انسان یا کسی مومن نے اپنی حکومت سے غداری کی ہو۔ ایسے لوگ ہرگز غدار نہیں۔ بلکہ اطاعت شعار اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حکام کی اطاعت کرنے کا حکم بھی خدا تعالیٰ ہی کا حکم ہے۔ اور اس لئے اس حکم کا توڑنا اسی طرح ہے۔ جس طرح نماز۔ روزہ۔ اور دیگر احکام وغیرہ کا توڑنا۔ تو ہر مومن کو اپنی روح کے بچانے کے لئے جس طرح نماز کا پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح حکام کی اطاعت کرنا ضروری ہے پس اس کا پورا کرنا بھی ہم پر فرض ہے۔ اور نہایت ضروری فرض ہے۔ کیونکہ یہ وہ حکم ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے منہ سے دیا ہے۔ نبی کے دیئے ہوئے احکام بھی اس کے ماننے والوں کے لئے قابل اتباع ہوتے ہیں۔ مگر جو خدا کے وہ تو بہت ہی ضروری ہوتے ہیں ؛

تو گورنمنٹ کی اطاعت کرنا اسلام کا حکم ہے۔ اور جہاں ہم اور کئی ایک مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں۔ وہاں ہمارے لئے اطاعت اولوالامر کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ پس ہمیں سچے دل سے اس پر عمل کر کے ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ ہم ہی اسلام کے ہر ایک حکم کو بڑی خوشی اور عمدگی سے پورا کرنے والے ہیں +

بہت لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ گورنمنٹ ہمیں حقوق نہیں دیتی اگرچہ میرا اس بات سے اختلاف ہے کہ کوئی ایسے حقوق ہیں جو گورنمنٹ نہیں دیتی۔ لیکن اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ یہ بات درست ہے تو میں کہتا ہوں کہ کسی چیز کے

حصول کے طریق

کئی ایک ہوتے ہیں۔ جنہیں سے بعض سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض امن و امان کے ساتھ جاری رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور کسی عقلمند اور دانا انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ ان طریق سے کام لے۔ جو فتنہ و فساد پیدا کرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے خود رعایا کے لئے تباہی و بربادی کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو بنگال میں جو شورش کی گئی۔ اس سے گورنمنٹ کو کوئی ایسا نقصان نہیں پہنچا۔ مگر رعایا لٹ رہی ہے۔ ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ قتل ہو رہے ہیں۔ فساد و فتنہ پھیل رہا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ

حکومت کا رُعب

ہی ہوتا ہے۔ اور اسی سے ملک میں امن قائم رہتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ نصرت بالرعب مجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تلوار یا اور کسی چیز سے نصرت دی گئی ہے نپولین کے متعلق یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب وہ قید سے بھاگ کر فرانس آیا۔ تو بادشاہ نے جن لوگوں کو اس کے مقابلہ پر بھیجا ان سے بڑی بڑی سخت قسمیں لیں۔ اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم مقابلہ سے کبھی نہیں ہٹینگے۔ اور نپولین کو مار کر بھگا دینگے اس وقت نپولین کے ساتھ صرف چند آدمی تھے۔ اور ان کی بہت بڑی سپاہ تھی۔ اسلئے وہ ڈرے کہ نہ معلوم کیا انجام ہو نپولین نے انہیں تسلی دی۔ اور کہا۔ دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے۔ جب فوج سامنے آئی۔ تو نپولین اکیلا گھوڑا دوڑا کر اس کے آگے چلا گیا۔ اور سینہ سامنے کر کے کہنے لگا۔ لو اپنے بادشاہ کے سینہ میں گولی مارو۔ اس پر سب نے آسمان کی طرف بندوقیں چلا دیں۔ اور کہا کہ ہمارا بادشاہ سلامت رہے۔ تو رعب

ایک ایسی چیز ہے کہ اسکے سامنے کوئی بڑی سے بڑی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رستم کے متعلق ایک قصہ سنایا کرتے تھے۔ کہ اس کے گھر ایک دفعہ چور آیا اور رستم سے اس کی لڑائی شروع ہو گئی۔ جسے گرا کر وہ چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اور مارنے لگا۔ اس پر رستم نے سمجھا کہ اسے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں۔ اسلئے اسنے کہا۔ رستم آگیا۔ رستم آگیا یہ سنکر چور بھاگ گیا۔ اصل رستم کو تو اسنے گرا لیا۔ مگر اس کے نام سے بھاگ گیا۔ یہ رعب ہی تھا۔ تو رعب ایک ایسی چیز ہے کہ اسی کی بناء پر حکومتیں قائم رہتی ہیں۔ اور جس حکومت کے رعب میں فرق آجائے۔ وہ خواہ کس قدر طاقت رکھتی ہو۔ کچھ نہیں کر سکتی۔ نہ امن قائم رکھ سکتی ہے۔ اور نہ فساد و فتنہ روک سکتی ہے۔ وہ لوگ جو ملک میں فتنہ و فساد ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ حکومت کے رعب کو ہی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کا ایسا

خطرناک نتیجہ

ہوگا۔ کہ تمام ہندوستان یاد ہی رکھے گا ٭

ایسے لوگ حکومت کے دشمن نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے دشمن ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف تقریریں کرنا اس کے خلاف لوگوں میں نفرت اور بددلی پھیلانا اس کو نقصان پہنچانا نہیں۔ بلکہ اپنے ملک کو نقصان پہنچانا ہے۔ یہ ان لوگوں کی نادانی اور بیوقوفی ہے۔ جسے اسلام پسند نہیں کرتا۔ اسلام کوئی

جائز مطالبہ

کرنے سے نہیں روکتا۔ بلکہ رسول سے بھی مطالبہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ رسول کان ہے اسے اپنی باتیں سناؤ وہ سنتا ہے۔ مگر اس طریق سے کسی مطالبہ کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ جس سے حکومت کے رعب میں فرق آئے۔ اور رعیت میں شوخی و شرارت پیدا ہو ٭

دیکھو حضرت مسیح موعود نے بھی کئی مطالبے کئے اور میموریل بھیجے ہیں۔ مگر کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ان میں وہی طرز اختیار کیا گیا ہے۔ جسے آج کل لوگ اختیار کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ سو ایسے حقوق جو جائز ہیں ان کے لئے بے شک ادب اور تہذیب سے مطالبہ کیا جائے۔ وفد بھیجے جائیں۔ درخواستیں کی جائیں۔ لیکن ایسے طریق نہ اختیار کئے جائیں۔ جن سے حکومت کے رعب میں فرق آئے۔ اس کو اسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے بھی اسے سخت ناپسند فرمایا۔ اور اس قسم کا کوئی فعل کرنے والوں کو سخت سرزنش کی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک سٹرائک میں حصہ لینے والے کو اپنی جماعت سے نکال دیا۔ تو حضرت مسیح موعود نے ہمارے لئے رستہ صاف کر دیا ہے۔ اور وہی راہ تجویز کر دی ہے جو خدا اور اسکے رسول نے تجویز کی ہوئی ہے۔ اور یہی وہ راہ ہے۔ جس پر چلکر نہ کبھی کسی کو نقصان ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا دیکھئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کس قدر

صبر اور تحمل

دکھایا۔ آپ کو کیسی کیسی تکلیفیں اور ایذائیں دی گئیں۔ آپ کے ساتھیوں کو کس قدر ستایا گیا۔ اگر وہ اس طریق کو جائز سمجھتے جو آج کل جائز سمجھا جاتا ہے۔ تو وہ کیوں اسی طرح نہ کرتے۔ مگر انہوں نے اس کو جائز نہ سمجھا۔ آخر خدا تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا۔ کہ ان کی تمام تکلیفیں دور ہو گئیں۔ اور وہ جو ان کو دکھ دیتے تھے۔ ان کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے کیوں؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنے نیک بندوں پر ظالم حکمرانوں کو قائم نہیں رہنے دیتا۔ ہاں جو خود ظالم اور خدا سے دور ہوں۔ ان پر حاکم بھی ظالم ہی مقرر کئے جاتے ہیں۔ حاکم و محکوم۔ افسر و ماتحت پر ایک دوسرے کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اگر رعایا میں جھوٹ۔ بددیانتی۔ دغا۔ فریب وغیرہ عیب ہوں گے۔ تو حکمرانوں میں بھی پائے جائینگے۔ اسی طرح اگر رعایا بھی ان باتوں سے پاک ہوگی۔ تو حکام میں بھی یہ نقص نہیں ہوں گے۔ پس اگر لوگ سچے دل سے

خدا تعالےٰ کے احکام کی اطاعت

کریں۔ تو انہیں کسی قسم کی شکایت ہی نہ پیدا ہو۔ اور اگر ہو۔ تو بڑی آسانی اور سہولت سے دور ہو جائے ٭

ہم کہتے ہیں۔ اور باتوں کو جانے دو۔ تبلیغ اسلام کو لے لو۔ جو ایک بہت ضروری فرض ہے۔ کیا مسلمان اس کو پورا کر رہے ہیں۔ ان کا جتنا روپیہ اور وقت سیاسی جھگڑوں میں خرچ ہوتا ہے (آج کل کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کا کم از کم نصف وقت روزانہ سیاسی معاملات میں خرچ ہوتا ہے) اس کا ایک حصہ بھی اگر تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کریں۔ تو بڑے شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر اس وقت دو لاکھ مسلمان بھی ایسے سمجھیں۔ جو سیاست میں حصہ لینے والے ہیں۔ اور یہی لوگ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ پر عمل کرتے۔ تو آج لاکھوں انگریز مسلمان ہو گئے ہوتے۔ اور مسلمانوں کی تعداد کروڑوں کروڑ ہو جاتی اور اس طرح وہ حکومت جسے غیر حکومت کہتے ہیں۔ غیر نہ رہتی بلکہ اپنی ہو جاتی۔ اب بھی اگر مسلمانوں کا یہ خیال ہے۔ کہ غیر مذہب کی حکومت کی اطاعت نہیں کرنی چاہتے۔ حالانکہ یہ غلط ہے تو ہم کہتے ہیں۔ اسے غیر نہ رہنے دو۔ اسلام سکھا کر اپنے بنالو۔ پس اس وقت تمہارے سامنے

دو طریق

ہیں۔ جنمیں سے ایک تو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اور دوسرا مطابق کہ انگریزوں کو تبلیغ اسلام کرو۔ اور انہیں اسلام میں لے آؤ۔ اس طرح اولوالامر منکم کے جو معنی تم کرتے ہو۔ وہ بھی پورے ہو جائینگے۔ مگر افسوس کہ مسلمان یہ طریق اختیار کرنا تو پسند نہیں کرتے۔ اور وہ اختیار کر رہے ہیں جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اور جس کا نتیجہ کبھی کامیابی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس میں کبھی آرام اور سکھ نصیب ہو سکتا ہے۔ مسلمان اگر قرآن کریم پر غور کرتے تو اس رستہ پر نہ چلتے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ۔ کہ

مسلمانوں کی ترقی

حکومتوں کا مقابلہ کرنے سے نہیں ہوگی۔ بلکہ اسی طرح ہوگی جس طرح حضرت مسیح ناصری کے وقت ہوئی تھی۔ سورۃ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل پر دو تباہیاں آنے کا ذکر ہے۔ اور دوسری تباہی کے بعد جو لوگ بچے۔ اور جنہوں نے ترقی کی ہے۔ وہ عیسائی تھے۔ ان کی ترقی اس طرح ہوئی۔ کہ غیر مذہب کی حکومت جسکے ماتحت تھے۔ عیسائی ہو گئی۔ آج بھی مسلمانوں کی ترقی اسی طریق سے ہو سکتی ہے اور ہوگی۔ نہ کہ سیاسی منصوبے باندھنے اور حکومت کے خلاف کوششیں کرنے سے۔ دیکھو یہود نے اس وقت حکومت کے خلاف منصوبے باندھے اور فتنے پیدا کرنے شروع کئے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ٹائٹس نے ان کو تباہ و برباد کر کے انکے معبد میں خنزیر ذبح کیا۔ مگر عیسائیوں کی کوشش اور امن پسندی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ حکومت ہی عیسائی ہو گئی ٭

آج بھی اگر مسلمان غور کرتے۔ اور دیکھتے کہ ایک انسان نے

مسیح ہونے کا دعوے کیا تہا۔ کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور بہتوں نے انکار کر دیا۔ ماننے والوں نے امن کے ساتھ تبلیغی کوششیں شروع کر دیں جس کا نتیجہ ان کے حق میں تو تباہی و بربادی نکلا۔ اور ماننے والوں کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ غیر مذہب کی حکومت نے ان کا مذہب اختیار کر لیا۔ اس زمانہ میں بھی ایک شخص نے

مسیح ہونے کا دعویٰ

کیا ہے۔ اسلئے اسکے ماننے اور نہ ماننے والوں کا بھی وہی انجام ہو گا۔ جو پہلے مسیح کے ماننے اور نہ ماننے والوں کا ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا وہی طریق ہے۔ جو پہلے مسیح اور انکی جماعت کا تھا۔ لیکن دوسرے لوگ اس راستہ پر چل رہے ہیں۔ جس پر پہلے مسیح کے نہ ماننے والے چلے تھے۔ کوئی کہے کہ مرزا صاحب نے مسیح ناصری سے مشابہت حاصل کرنے کے لئے وہی طریق اختیار کر لیا ہے۔ جو مسیح ناصری کا تھا۔ ورنہ دراصل مسیح موعود آپ نہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر اس طرح کہا جائے۔ کہ ایک ایسا آدمی آئیگا جس کا کوٹ کالا ہو گا۔ پگڑی اس طرح کی ہو گی۔ اور اسکے دشمن اس اس طرح کرنے والے ہوں گے۔ تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی کالا کوٹ پہن لے۔ اور پگڑی بھی اسی طرح کی باندھ لے لیکن یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے کہ اپنے دشمن بھی ایسے ہی فعل کرنیوالے پیدا کرے۔

پس اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے مسیح ناصری سے مشابہت اختیار کرنے کے لئے خود ان کا طریق اختیار کیا اور اپنی جماعت کو کرایا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ پھر آپ کے مخالفین نے کیوں وہ طریق اختیار کیا ہے۔ جو حضرت مسیح کے مخالفین (یہود) نے اختیار کیا تھا۔ کیا انہوں نے بھی یہود سے مشابہت حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ یہود نے سیاسی انجمنیں بنائی تھیں۔ اور حکومت کے خلاف منصوبے کئے تھے۔ شورشیں پھیلائی تھیں۔ آج یہی نظارہ ہم مخالفین مسیح موعود میں دیکھتے ہیں۔ جسطرح وہاں نہ ماننے والوں نے سیاسی انجمنیں بنائی تھیں۔ اور ماننے والوں نے تبلیغی۔ اسی طرح یہاں ہے۔ جس طرح وہاں ایک غیر حکومت کی حکومت تھی۔ اسی طرح یہاں ہے۔ جس طرح وہاں حضرت مسیح نے حکومت کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ جو قیصر کا ہے۔ وہ قیصر کو دو۔ اسی طرح یہاں حضرت مسیح موعود نے گورنمنٹ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ پس جب ان سب باتوں میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ تو ضرور ہے کہ جو نتیجہ وہاں نکلا تھا۔ یہاں بھی نکلے اس لئے مسلمانوں کو اس مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اسی طریق کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جس کا نتیجہ عمدہ نکل چکا ہے اس میں نہ حکومت کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہے۔ نہ قرآن کریم کی لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اس وقت تک اس کو اختیار نہیں کیا۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو یہی طریق سکھایا۔ اور اسی پر چلایا ہے اور میں بھی اسی پر چلانا چاہتا ہوں۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ انگریزوں کو تبلیغ کریں۔ اور

اپنا ہم عقیدہ و ہم خیال

بنانے کی کوشش کریں ؛

باقی سیاسی طور پر جو تکلیف یا ضرورت ہو۔ اس کی طرف ادب اور تہذیب سے انہیں متوجہ کریں۔ ہم پر اس حکومت کے بڑے بڑے احسان ہیں۔ سکھوں کے زمانہ میں تو مسجدوں میں اذان دینے کی بھی اجازت نہ تھی۔ ایک دفعہ ایک گائے کی قربانی کرنے کی وجہ سے سات ہزار آدمی مروائے گئے۔ یہ اور اسی قسم کے اور بے شمار مظالم کئے جاتے تھے۔ جن پر کوئی لمبا عرصہ نہیں گذرا۔ اور اگر گذر بھی جائے۔ تو کیا انہیں بھلا دینا چاہیئے۔ قرآن کریم حضرت موسیٰؑ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیاء کے واقعات پیش کرتا ہے۔ اگر دور کے واقعات بھلا دینا جائز ہوتے۔ تو ان کو نہ بیان کیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو گذشتہ واقعات بھلانے نہیں چاہئیں۔ بلکہ ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ پس بڑے نادان ہیں وہ لوگ جو سکھوں کا عہد بھلا بیٹھے ہیں۔ اور نہیں جانتے۔ کہ اس وقت کیسے کیسے مظالم ہوتے تھے۔ لاہور میں مسجدیں بند اور مولویوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ اگر مسلمان ان باتوں کو سوچیں۔ تو

خدا تعالےٰ کا شکر

کریں کہ اُسنے ایسی حکومت بھیجدی ہے۔ اور یہ حکومت کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی آزادی دے رکھی ہے اسقدر امن قائم کیا ہوا ہے۔ اسقدر آرام و آسائش کے سامان بہم پہنچائے ہوئے ہیں۔ نادان کہتے ہیں کہ ہم پر گورنمنٹ کے کیا احسان ہیں۔ اپنی حکومت اچھی اور اعلےٰ طور پر کرنے کے لئے اس نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر اس طرح گورنمنٹ کا کوئی احسان نہیں رہتا۔ تو پھر ماں باپ کا بھی اولاد پر کوئی احسان نہیں رہتا۔ کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی شہوت رانی کی تھی۔ اور میں پیدا ہو گیا۔ پھر میں انہیں اچھا لگتا تھا اس لئے وہ مجھے پالتے رہے۔ لیکن کیا کہنے والے کو کوئی عقلمند اچھا کہیگا۔ نہیں بلکہ ملامت ہی کرے گا۔ اسی طرح گورنمنٹ نے جو رفاہ عام کے کام کئے ہیں۔ ان سے اسے بھی فائدہ پہنچا ہے۔ لیکن چونکہ ہم بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے ہم پر گورنمنٹ کا احسان ہے۔ اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (۵۵-۲۰) اسلام احسان کا بدلہ احسان رکھتا ہے دراصل لوگوں نے

احسان کے معنے

نہیں سوچے۔ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو یہ کبھی نہ کہتے کہ گورنمنٹ کے ہم پر کیا احسان ہیں۔ کیونکہ اس طرح تو دنیا میں احسان کچھ رہتا ہی نہیں۔ ایک ایسے شخص کو جو درد سے کراہ رہا ہو۔ کوئی گھر لے آئے۔ اور علاج و معالجہ کرے۔ لیکن جب وہ اچھا ہو جائے تو کہے۔ اس کا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ اس کا اپنا دل چاہتا تھا۔ اس لئے مجھے اُٹھا لایا۔ میں نے تو اسے نہیں کہا تھا۔ اسی طرح ہر ایک بات کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ پھر کیا احسان کچھ ہے ہی نہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ احسان میں احسان کرنے والے کو بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ مگر وہ فائدہ کبھی پیش نظر ہوتا ہے۔ اور کبھی پوشیدہ تو ایسا فعل جس کا نتیجہ دوسرے کے لئے اچھا نکلے۔ اس کو احسان کہتے ہیں۔ تو نادان ہے۔ وہ جو کہتا ہے کہ گورنمنٹ نے ہم پر کیا احسان کیا ہے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی۔ اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی۔ اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ کیلئے چندے کئے گئے۔ مدد دینے کی تحریکیں کی گئیں۔ دعائیں کرائی گئیں۔ آج بھی ہمارا فرض ہے۔ کہ ایسا ہی کریں۔ یہ تو

ہم جانتے ہیں

کہ یہ جنگ دنیا کے گناہوں کی وجہ سے اور حضرت مسیح موعود کی

صداقت کے لئے شروع ہوئی ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم پر جو گورنمنٹ کے احسان ہیں۔ اور جو آرام ہم پہنچ رہے ہیں وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسا کریں ✦

اس وقت تک ہماری جماعت نے کئی ایک طریق سے گورنمنٹ کی مدد کی ہے۔ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے ہمارے بہت سے آدمی میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ پنجاب کی آبادی کے تناسب سے ہمارے حصے دو تین سو آدمی بنتے ہیں۔ مگر اس وقت تک ہزار کے قریب جا چکے ہیں۔ اور ہر فن اور ہر کام کے گئے ہیں۔ یونیورسٹی ڈبل کمپنی میں جو ۱۶۰ آدمی لئے گئے ہیں۔ ان میں پانچ چھ ہماری جماعت کے ہیں۔ جن میں سے ایک ایم۔ ایس سی ہے۔ جو غالباً سب سے بڑا ڈگری یافتہ ہے۔ تو ہماری جماعت نے اپنی

طاقت اور ہمت سے بڑھ کر

حصہ لیا ہے۔ مگر ایک اور کام بھی ہے۔ جس کا کرنا ضروری ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے زبانی سنا تھا۔ شاید آپ نے کہیں لکھا بھی ہو۔ کہ ایک خطرناک جنگ ہو گی۔ معلوم نہیں۔ اس وقت ہم ہونگے یا نہیں ہونگے۔ مگر گورنمنٹ کے لئے ابھی وقت دعا کر دیتے ہیں کہ خدا اسے کامیاب کرے۔ انبیاء کے بھی کیسے پاک دل ہوتے ہیں۔ اور کیسا احسان کا بدلہ احسان کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک وقت ہندوستان میں ایسا آنے والا ہے کہ جب سب فرقے گورنمنٹ کے خلاف اٹھ کھڑے ہونگے اس وقت صرف

میری ہی جماعت

ہو گی۔ جو فرمانبردار رہے گی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنی جماعت پر اس بات کا اعتبار کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ گورنمنٹ کی اطاعت شعار رہے گی ✦

اب حضرت مسیح موعود تو فوت ہو گئے۔ مگر جنہوں نے آپ کو مانا اور قبول کیا۔ ان کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی فتحیابی کے لئے دعا کریں۔ آج اس جنگ کے تین سال ختم ہوتے ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ کب تک رہے گی۔ ہمارا کام تو ہر وقت ہی دعا کرنا ہے۔ مگر آج چونکہ لڑائی کا نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اور جس طرح اسلام نے نئے سال کے شروع ہونے پر نماز رکھی ہے کہ اس میں دعائیں کریں کہ اچھا سال گذرے۔ اسی طرح آج ہم

دُعا

کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس سال میں جو آج سے شروع ہو گا اس لڑائی کا کوئی اچھا فیصلہ کرے۔ اور یہ جنگ جلد ختم ہو اور خدا تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کر دے۔ جس میں حکومت برطانیہ کا فائدہ ہو۔ مگر کہتے ہیں۔ ع جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔ اس لئے ہماری دُعا میں یہ بات بھی شامل ہو گی۔ کہ خدا تعالیٰ دین کی تبلیغ کے بھی سامان پیدا کر دے تاکہ ہم پہلے کی نسبت بہت زیادہ اشاعت اسلام کر سکیں ✦

اس تقریر کے بعد بہت دیر تک دعا ہوتی رہی اور پھر جلسہ برخواست ہوا ✦

نظم

"مظہرِ شانِ احد احمدؐ بھی ہے محمودؐ بھی"

(ترکیب بند)

(از جناب ماسٹر برکت علی صاحب لائق۔ لودھیانہ)

مرحبا! اے قادیان تجھ پر فدا ہوتا ہوں میں
صدمۂ فرقت سے آنسو خون کے روتا ہوں میں
میری کشتِ آرزو یارب پھلی پھولی رہے
دانہ ہائے اشک تیری چاہ میں بوتا ہوں میں
المدد اے آمدِ سیلِ سرشکِ انفعال
لوحِ سیما سے مقدر کا لکھا دھوتا ہوں میں
مرکے ہے ملتی حیاتِ جاوداں اس راہ میں
کون کہتا ہے کہ نقدِ جاں یونہی کھوتا ہوں میں
نقش کھیچ جاتا ہے رؤیا میں تری تصویر کا
بختِ خفتہ ہوتا ہے بیدار جب سوتا ہوں میں
مجمعِ انوار ہے تو۔ تجھ میں سرتاپا نور ہے
حق تو یہ ہے سرزمین تیری سراپا نور ہے
کیا کہیں اگر یہاں دن رات کیا دیکھا کئے
"نورِ دین" دیکھا کئے نورِ خدا دیکھا کئے
ہے حجابِ عارضی چشمِ غلط بیں کے لئے
شاہدِ اعجاز کو ہم برملا دیکھا کئے
ہے تو ہی سرچشمۂ فیضِ الٰہی آج کل
تجھ کو آ آ کے ملائک بارہا دیکھا کئے
کر لیا اللہ نے تجھ کو منتخب آفاق سے
روم و پیرس لنڈن و ایڈنبرا دیکھا کئے
تجھ میں اترا آکے آخر کارواں سالارؐ وہ
مدتوں سے لوگ جس کا راستہ دیکھا کئے
ابنِ مریم بن کے آیا ہے غلامِ مصطفےٰؐ
ساقیٔ عالم ہے وہ سرشارِ جامِ مصطفےٰؐ
جب وہ محبوبِ خدا رونق دہِ عالم ہوا
عالمِ ادیان میں اک اور ہی عالم ہوا
طالبانِ دینِ حق کے ہاں جلے گھی کے چراغ
حلقۂ اعدا میں برپا شیون و ماتم ہوا
قتل اعدا بھی کیا ایمان کو زندہ بھی کیا
گاہ وہ مہدی ہوا گہ عیسیٔ مریم ہوا
ع پردۂ قدرت میں جو مخفی تھے وہ ہیں از دو تو
فضلِ یزدانی سے ان اسرار کا محرم ہوا
دل میں اسکے تھی بھری ہمدردیٔ نوعِ بشر
جو بلا آئی کسی پر اس کو اس کا غم ہوا
بحرِ عالم میں جو طوفاں جا بجا پیدا ہوا
قوم کی کشتی کا "مرزا" ناخدا پیدا ہوا
عیسیٔ موعود بھی ہے مہدیٔ مسعود بھی
قوم کا اکسیر ہے سارا سود بھی بہبود بھی
اے فدا کے خود پرستی آ خودی سے باز آ
حق کی نظروں میں ہے ابراہیم بھی نمرود بھی
اک قدم دلدادۂ الفت بڑھائے گر ادھر
دو قدم آتی ہے آگے منزلِ مقصود بھی
جل رہا ہوں سوزِ الفت میں نہیں گو لب پہ آہ
میرے سینے میں ہے پنہاں آتشِ بے دود بھی
شانِ احمد صاف ہے جلوہ فگن محمود میں
مظہرِ شانِ احد احمدؐ بھی ہے محمود بھی
کون کہتا ہے کہ شمشیر اور جوہر اور ہے
ہے غلط یہ آبِ گوہر اور گوہر اور ہے

ہمارے جواب سوال نمبر ۴ و ۵ پر نظر

اور

اس پر تنقید

از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

قولہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور فتوے فسق

اقول۔ یہ سرخی میری نہیں بلکہ ایڈیٹر پیام کی اپنی وضع کردہ ہے۔ آپ چونکہ روافض خوارج کی زندہ مثال اور ان کی حالت صفات ہونیکے تازہ ترین نمونہ ہیں اسلئے ایسی سرخی کا وضع کرنا انکے شیوہ نامرضیہ اور ان کی فطرت کے بالکل مناسب حال تھا لیکن اس پر سوائے اسکے کیا کہیں کہ سے ہر چہ گیرد علتی علت شود

قولہ۔ جو آیت آپ غیر مامور خلیفہ یعنی گدی نشین کی صداقت پر پیش کرتے ہیں اسمیں تو صحابہ کا استثنا موجود نہیں۔

اقول۔ اللہ اللہ! حق کی مخالفت بھی کس بری نحوست اور شقاوت کا بدترین مقدمہ ہے جس سے ایک صداقت کا انکار کرتے ہوئے دوسری صداقت کا انکار بھی کرنا ہی پڑتا ہے غیر مبایعین جبتک حضرت مسیح موعود زندہ تھے پھر آپ کے بعد جبتک خلیفہ اول زندہ رہے آنحضرت کے خلفائے راشدین کو بر آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ برحق تسلیم کرتے رہے اور ان خلفاء کے انکار پر وعید آیت ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون یقین کرتے ہوئے شیعہ روافض کو اس فتوے کے ماتحت فاسق قرار دیتے رہے لیکن جب خلافت ثانیہ کے دور میں اس بدبخت گروہ نے بغاوت کی ٹھانی اور محض اپنی بعض اغراض نفسانیہ کے ماتحت خلافت حقہ کی مسلمہ صداقت سے اعراض کیا اور حزب اللہ سے الگ ہو گئے تو اب انہیں اس موجودہ خلافت کی مخالفت کرنے سے ان خلفاء راشدین کی خلافت راشدہ حقہ سے بھی انکار کرنا پڑا حضرت مسیح موعود حضرت خلیفہ اول اور ائمہ دین جو اسنا جماعت میں ہو گذرے ہیں انمیں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں اور ہرگز نہیں کہ خلفائے راشدین کی خلافت حقہ کا انکار آیت ومن کفر الخ کے وعید کے نیچے لاتا ہوا منکروں کو فاسق نہیں بناتا۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ خلافت راشدہ کہ جس کی مدت آنحضرت نے تیس سال تک بتائی تھی وہ وہی خلافت ہے جو حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ کو نصیب ہوئی اور جو آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق ظہور میں آئی۔ اور جس کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہی تو اب باوجود اس کے جو شخص پھر بھی خلفائے راشدین کی اس خلافت کو آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق تسلیم کرنے سے انکار کرے اور یہ کہے کہ آیت استخلاف کا وعدہ اور اسکے انکار کا وعید صرف ان خلفاء کی خلافت کے ساتھ تعلق رکھتا ہی جو مامور خلیفے ہیں نہ ان خلفاء کے لئے جو غیر مامور ہیں کیا ایسا قول وہ منحوس قول نہیں جس سے فسق اور لعنت کی بو آتی ہے اور کیا یہی وہ لعنتی فاسقانہ اعتقاد نہیں جس سے شیعہ۔ خوارج کو حزب اللہ کی پاک جماعت آجتک فاسق اور ملعون قرار دیتی ہے اور جن کے قدم بقدم چلنے سے آنحضرت کی بعثت ثانی میں نئے خوارج اور روافض نے پہلے پچھلے خلفاء کے انکار سے ڈبل فسق کا فتویٰ اپنے حق میں حاصل کیا جس سے وہ قیامت تک شیعہ اور خوارج کی طرح ہر زمانہ میں اہل حق کے نزدیک قابل نفرین ٹھہرینگے عبرت عبرت!! عبرت!!!

قولہ۔ ہمارے ایمانیات کے مطابق تو صحابہ پر کسی صورت میں بیعت نہ کرنے پر زد نہیں پڑتی۔

اقول۔ آپکے ایمانیات کے مطابق زد نہیں پڑتی تو روافض اور خوارج کے ایمان کے مطابق کہاں زد پڑتی ہے کیونکہ آپکے اور ان کے درمیان بہت ہی کم فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ پہلے روافض اور خوارج علیحدہ علیحدہ بدی کے مرتکب ہوئے یعنی یہ کہ خوارج نے اہلبیت سے عداوت کی اور روافض نے خلفاء سے اور آپ لوگوں نے اپنے اندر دونوں شرارتوں کو جمع کیا اور یہ پہلے خوارج اور روافض تو صرف آنحضرت کی بعثت اول کے خلفاء راشدین کے منکر تھے لیکن آپ لوگوں نے تو بعثت اول اور بعث ثانی دونوں کے خلفاء کا انکار کیا پس اس صورت میں آپکے ایمان کے مطابق خلفاء کے منکروں پر کیونکر زد پڑ سکتی ہے۔

قولہ۔ مگر آپکے مزعومہ خیالات کی بنا پر کئی صحابہ اور خصوصاً حضرت فاطمہ پر یہ زد پڑتی ہے۔

اقول۔ میرے مزعومہ خیالات وہی ہیں جو مصدقہ قرآن وحدیث و اقوال صحابہ و آثار ہیں مگر آپکے ایمانیات کی وہ شان ہے کہ بجز شیعہ اور خوارج کے ان کے ساتھ اور کسی کا ایمان لگا نہیں کھاتا اور کئی صحابہ اور ایسا ہی حضرت فاطمہ کا ذکر کرنا کہ ان پر زد پڑتی ہے ہم کہتے ہیں کہ کہاں سے پڑتی ہے کیا تم بتا سکتے ہو کہ صحابہ میں سے کسی نے یا حضرت فاطمہؓ نے تم لوگوں کی طرح خلافت حقہ کا انکار اور تکذیب کی ہو۔ یا تمہاری طرح کسی نے خلیفہ اول کی بیعت کرنے کے بعد چھ سال تک خلافت کی تصدیق کی ہو پھر اسکے بعد خلیفہ دوم کی خلافت کے وقت سرے سے خلافت حقہ کا انکار ہی کر دیا ہو۔ اگر کوئی مثال ہو تو پیش کریں اور بقول حضرت فاطمہؓ پر اتہام ہے کہ آپنے بیعت اسلئے نہیں کی کہ وہ خلافت حقہ کی منکر اور مکذب تھیں اور جب روافض اور خوارج سے اس بات کا کوئی بھی ثبوت پیش نہیں کر سکتا کہ حضرت بتول بنت رسول نے کبھی بھی ان نئے رافضیوں اور خارجیوں کی طرح خلافت حقہ کا انکار اور تکذیب کی ہے تو اب اس بات کو سند میں پیش کرنا کیسی بے ایمانی اور بے حیائی ہی پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایکطرف جب ان منکران خلافت سے پوچھا جائے کہ کیا تم جن صحابہ کا نام لیکر کہتے ہو کہ انہوں نے بیعت نہیں کی انکو تم کیا کہتے ہو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم انکو فاسق نہیں کہتے اور جب یہ پوچھا جائے کہ فاسق کہنا کن لوگوں کے لئے ہے تو کہتے ہیں انکار کرنے والوں کیلئے۔ تو گویا ایک طرف تو ان کو من کفر کی زد کے نیچے خود تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف من کفر کے نتیجہ کو تسلیم نہ کرنے سے نص صریح کے مکذب بنتے ہیں گویا ان کے نزدیک ایک شخص خلافت حقہ اور خلفائے راشدین کا منکر ہو کر بھی فاسق نہیں ہو سکتا اور یہ اسلئے کہ یہ حزب الشیطان اور باغیوں کا بدبخت گروہ چونکہ خلافت حقہ کا خود منکر اور حضرت خلیفہ ثانی کا مخالف اور بدترین دشمن اور معاند ہے اسلئے انہوں نے خلیفہ ثانی کی مخالفت اور عداوت سے پہلے خلافت حقہ کا انکار کیا پھر اس سے انہوں نے اور ترقی کی اور حضرت خلیفہ اول کی خلافت حقہ راشدہ کا انکار بھی کر دیا اور اس سے بڑھے تو آنحضرت کی بعثت اول کے خلفاء اور خلافت حقہ کے اوپر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ آج اپنے تئیں فتوے فسق سے بچانے کی غرض سے انہوں نے من کفر کے نتیجے کو لغو اور بے معنی قرار دیکر فاولٰئک ھم الفاسقون کے نص صریح کی بھی تکذیب کی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ بقول انکے جب وہ صحابہ جن کے متعلق یہ لوگ فاولٰئک ھم الفاسقون کے فتوے کی نفی کرنے سے غیر فاسق ٹھہراتے ہیں تو اس سے کیوں یہ لازم نہیں آتا کہ نفی فسق نفی اسباب فسق کو لازم ہے جس سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ اگر وہ فاسق

نہیں تو اصحاب وہ منکرانِ خلافتِ حقہ بھی نہیں جس کا ضروری نتیجہ فسق ہے سو بحمد اللہ ہمیں اس بات سے اتفاق ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی خلافت حقہ کا منکر اور خلفاء راشدین کا مخالف اور معاند نہ تھا اسلئے وہ فاسق بھی نہ تھے اور نہ ہی ان پر کوئی فتویٰ فسق عائد ہوتا ہے ہاں ایسے منافق جو پوشیدہ طور سے صحابہ کرام میں ملے ہوئے تھے اور جن کی شرارت سے شیعہ اور خوارج کا باغی گروہ پیدا ہو گیا وہ البتہ آیت ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون کے وعید کا مصداق ضرور ہیں۔ جنکی زندہ مثال بعث ثانی کے دور میں آخرین منہم کی جماعت سے غیر مبائعین کا باغی گروہ موجود ہے اور اگر بعض صحابہ کو حوالجات تاریخیہ کی بناء پر خلفاء راشدین کا مخالف قرار دینا ہے تو یہ قابل غور اور محتاج تنقید مسئلہ ہے کیونکہ ایسے لوگ کہ جن کے حالات دوست دشمن مختلف حالات کے لوگوں کی زبانوں اور قلموں کے نیچے ہیں۔ انکے حالات کا بلا کم و کاست صحیح طور سے دریافت ہونا سہل امر نہیں۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس روشنی کے زمانہ میں جبکہ تنقید واقعات اور صحیح حالات کے دریافت کرنے کے اسباب اور ذرائع کامل طور پر میسر ہیں پھر بھی روٹر ایجنسی کی تاروں کو مخدوش اور ناقابل تصحیح ثابت کیا جاتا ہے تو اس زمانہ کے حالات پر بغیر تنقید تام کیونکر اعتبار کیا جا سکے جبکہ اعتماد اور تسلی کے لئے موجودہ زمانہ کے ذرائع اور اسباب سے ہزارواں حصہ بھی موجود نہ تھا۔ پھر علاوہ بریں حضرت عالم الاسرار اور علام الغیوب اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتے ہیں کہ بعث اول میں من کفر کی زد کے نیچے انکار خلافت سے کون کون آیا اور فتویٰ فسق خدا کے نزدیک کس کس پر لگا۔ کیونکہ ظاہری نظر غلطی کرنے میں امکان رکھتی ہے اور انسانی عقل اسرار مخفیہ کے ادراک سے عاجز اور سخت عاجز۔ لیکن موجودہ زمانہ میں غیر مبائعین کا انکار خلافت وہ امر نہیں کہ جو محتاج دلائل و تنقیب ہو کیونکہ ان کا اخبار جس کا نام حضرت خلیفہ اول نے محض خلافت کی مخالفت کی وجہ سے پیام جنگ رکھا وہ اس بات کا شاہد ناطق اور مصدق ہے کہ غیر مبائعین کی طرف سے ہفتہ میں دو بار کھلے الفاظ میں اخبار مذکور کے ذریعہ سے اس بات کو مختلف پیرایہ میں شائع کیا جاتا ہے کہ خلافت بعد از مسیح موعود کوئی چیز نہیں اور نہ ہی اس کا انکار فسق ہے اور یہ کہ خلافت راشدہ جو آنحضرت صلعم کے بعد کی تھی وہ مسیح موعود کے بعد کی خلافت کی طرح آیت استخلاف کے ماتحت نہیں کیونکہ وہ غیر مامور خلیفہ تھے جنکی خلافت کو آیت موصوفہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اب بغاوت اور انکار خلافت کے اس اعلان پر منکران خلافت حقہ کو وعید آیت کا مصداق قرار دینا عین جادہ صواب کی پیروی اور انصاف ہے نہ ظلم و ستم

قولہ ۔ اخیر میں اس ظالم اور کج خلق مولوی نے حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہم پر چسپاں کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنی جہالت اور شرارت کا ثبوت دیا ہے۔ الخ

اقول ؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب + کیں زر قلب بہرکس کہ دہی باز آید + مجھے ان چند الفاظ میں تین چار گالیاں سنا دی ہیں یہی وجہ ہے کہ بمقولہ ؎ کہ آہن با آہن تواں کوفتن کبھی کبھی بطور علاج معالجہ خاکسار بھی ان سفلی زندگی کے فرزندوں کے حق میں ان کو بھی سیدھی راہ راست پر لانے کی غرض سے بعض شفا بخش اور تلخی نما الفاظ استعمال کر دیتا ہے لیکن کبھی عداوت اور کینہ کی آگ سے سوختہ مزاج ہو کر بلکہ بطور حکمت و مصلحت کیونکہ ؎

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن +
آئین ما است سینہ چو آئینہ داشتن

اور حق بھی یہی ہے کیونکہ ؎

ما صاف دلانیم بکس کینہ نداریم +
خلق است ہمہ دشمن و ما باہمہ یاریم
ما طوطی ہندیم شکر خوردہ بمصریم
چوں زاغ سیاہ میل بمردار نداریم

ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ میں نے حضرت مسیح موعود کا الہام ان یزیدی طبع باغیوں پر چسپاں کر کے اپنی جہالت اور شرارت کا ثبوت کیونکر دیا ہے لکھتا ہے کہ "یہ الہام سنہ ۱۹۰۱ء کا ہے اور اول یہ الہام ان لوگوں پر چسپاں ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود بروز حسین مظلوم کی ان ایام میں مخالفت کرتے تھے اور یا یہ ان لوگوں کی نسبت ہو سکتا ہے جو قادیان (دمشق) میں پیدا ہوں۔ اور یزیدی خلافت (دوسری خلافت) کے رنگ میں حسین مظلوم یعنی حضرت مسیح موعود کی شان اور تعلیم پر زور و شور سے حملے کر رہے ہیں"۔ ناظرین با انصاف الہام مذکور کی اس صحیح اور بہترین تفسیر کو اور یہی ملاحظہ فرما دیں کہ آیا الہام اُخرج منہ الیزیدیون کی یہ تفسیر جو ایڈیٹر پیام نے بیان کی ہے یہ مصدقہ واقعات ہے یا وہ جو خاکسار بیان کرتا ہے لیکن قبل اسکے کہ میں کچھ بیان کروں پہلے ایڈیٹر کی اس صحیح تفسیر پر کچھ نظر کرتا ہوں تا اس حقائق شناس فہم مفسر کی صحیح تفسیر کا موازنہ کرتے ہوئے بقول اسکے میری جہالت اور شرارت کا بخوبی پتہ لگ سکے کہ میں کہاں تک قصوروار ہوں۔

سو واضح ہو کہ الہام اُخرج منہ الیزیدیون کے متعلق ایڈیٹر پیام کی تفسیر سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ اس الہام میں یزیدیوں سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو قادیان میں پیدا ہوں۔ اور وہ یا تو حضرت مسیح موعود ع کے شروع دعوے کے وقت قادیان کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپکی مخالفت کی جیسے کہ آپکے رشتہ دار یعنی چچیرے بھائی وغیرہ یا قادیان کے وہ لوگ جو خلافت ثانیہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں۔

(۲) ان یزیدیوں کے مقابل ایڈیٹر پیام حسین مظلوم کا بروز حضرت مسیح موعود کو قرار دیتا ہے صورت اول میں بھی اور صورت دوم میں بھی۔

(۳) قادیان دمشق ہے جس سے ایسی صفات کے لوگ پیدا ہوئے۔

اب فقرہ نمبر اول پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دونوں صورتیں جو قادیان کے مختلف اوقات کے مختلف لوگوں کے متعلق بیان کی گئیں یعنے یہ کہ پہلی صورت میں حضرت مسیح موعود کے وقت کے مخالفین اور دوسری صورت میں خلافت ثانیہ کے وقت کے مخالفین مراد ہیں یہ دو صورتیں حضرت مسیح موعود کی کس عبارت سے ثابت ہیں۔ خصوصاً دوسری صورت یعنے یہ کہ یزیدیوں سے مراد یزیدی خلافت یعنے خلافت دوم کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ کس عبارت سے ثابت ہوتی ہے بینوا توجروا

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

سیر عالم

(ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر کے قلم سے)

تمہید پایر کی لبند چوٹی۔ دنیا کی اونچی چھت آج میں پھر تیری بلندی سے دنیا کا منظر دیکھنے کے لئے آیا ہوں میرے ساتھی حافظہ و جغرافیہ بھی میرے ساتھ ہیں پس تین شخصوں کی جگہ کرے۔

ناظرین! سمند تصور کی بادپائی اور بادیہ پیمائی کا کیا کہنا کہتے ہی جھٹ مقام مقصود پر پہنچ گئے اور اونچے پہاڑوں وسیع میدانوں لمبے و فراخ دریاؤں۔ پُرفضا وادیوں۔ شفاف پہاڑی نالوں اور ان تمام چیزوں کا نظارہ شروع کر دیا جو صانع حقیقی نے کرۂ ارض کے متہ کی زیبائش کے لئے پیدا کر رکھی ہیں مگر توپوں کی گرج۔ تلواروں کی جھنکار۔ ہوائی جہازوں کی سائیں سائیں ان زلزلہ کے خطرناک ایام میں کہاں اس خوبصورت منظر کا لطف اٹھانے دیتیں۔ نظر اٹھا کر سب سے پہلے روبار انگلستان کے ساحل پر پہنچی اور میں نے دیکھا۔

جنگ کی خبر اور مغربی محاذ بلجیم کے شمال مغربی کونے اور فرانس کے شمال مشرقی گوشہ میں نہایت خونریز ہنگامہ گرم ہے جرمن سپاہی اپنی کمر پر ایک نئی قسم کا آلہ باندھے ہیں۔ جسمیں سے دھواں نکلتا اور بادل سا بنتا جاتا ہے برطانوی توپچی ایک طرف تو موسم کی سختی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ دوسری دھوکہ دینے والی بات ان کے سامنے آکھڑی ہوئی وہ نشانہ لگانے میں دقت ہی محسوس کر رہے تھے ہوائی جہازوں نے تمام حالت کا ہوا میں سے ہی نشان دیدیا اور بدقسمت بوشی (جرمن) کی چالاکی اڑ گئی۔ باوجود نقصان کثیر اور موسم کی ناموافقت اور ہنڈنبرگ لائن کے ٹوٹ جانے کے جرمن محفوظ افواج جسمیں نوعمر لڑکے بکثرت ہیں بلجیم میں جمع ہو رہے ہیں اور قرائن بتا رہے ہیں بحیرہ شمالی کے کنارے پر رمضان کے پانی کی طرح پہلے سے بھی بڑھکر خون کی نالیاں چلنے والی ہیں۔

مشرقی محاذ چونکہ بلجیم میں میں نے دیکھا بعض افواج روس کے میدان کارزار سے آئی ہوئی موجود ہیں اسلئے میں اسکے مشرقی محاذ پر پہنچا ہوں گلیشیا سے روسی افواج بعض جرنل اور سازش کی شکار پلٹنوں کے خود بخود پیچھے ہٹ جانے کے باعث عام پسپائی اختیار کر رہی ہیں جرمن کمان افسر سپاہیوں کو زرخیز روسی علاقوں سے گیہوں بکثرت حاصل اور تیار فصل کے دستیاب ہونے کا لالچ دلا کر تعاقب پر آمادہ کر رہا ہے روس کا نیا سپہ سالار جنرل کارنی لاف عقب افواج میں دغابازوں کو پھانسی دینے اور وفادار و بخو قیصر کے استبداد پسند لشکر کا مقابلہ اور روسی انقلاب کی حفاظت کرنے پر جوش دلا رہا ہے اور گو روس کے اندرونی اختلافات ایک ڈراونی اور مہیب شکل میں سامنے آ رہے ہیں لیکن جنرل کیرنسکی وزیر جنگ اور جنرل کارنی لاف سپہ سالار اعظم کی شخصیتیں حالات کو امید افزا بنا رہی ہیں۔ میرے کان میں یہ آوازیں آ رہی ہیں۔ کہ دس لاکھ جدید روسی افواج جمہوریت کو فرانسیسی افسر تیار کر رہے ہیں اور ریگہ پر نظر رکھنے والے جرمنوں کو پرتھ اور ٹیسٹر کے درمیان خونریز جنگ سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

دوسرے محاذ اٹلی مقدونیہ عراق عرب اور شام کے میدانوں پر ایک پردہ سا پڑا ہوا ہے فریقین کی افواج حسب منشا موقعہ کی منتظر ہیں شاہ میسو و نزولا اور نیا شاہ یونان سرویا کا ساتھ دینے اور متحدہ سلطنتوں کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر چکے ہیں اسلئے جنرل سریل کا عقب اس خطرہ سے پاک ہے جو قیصر کے بہنوئی شاہ قسطنطین کی موجودگی میں تھا۔ ترک عراق عرب اور شام کے درمیان افواج جمع کر رہے ہیں بڑا جنرل فالکنہین جمال پاشا کو کچھ مشورے دے رہا ہے اور برطانوی سپہ سالار تمام امور کو بہ نظر غائر ملاحظہ کر کے کسی فوجی کارروائی کا جلد فیصلہ کرنے والا ہے مشرقی افریقہ میں جرمنی کی بقیہ فوج جنوب کی طرف پسپائی اختیار کر رہی ہے اور قریب ہے کہ جرمنی کا افریقہ میں سلطنت قائم کرنے کا خواب ہی ہو جائے۔

دنیا کے سیاسی حالات دیوار چین کے اندر فغفور کے ملک میں نہ فغفور ہے نہ ان کا تاج البتہ اسکے چند بہی خواہ جرمن و آسٹرین امداد کے بھروسہ پر جمہوریت کو تباہ کرنیکے ناکام منصوبے کر رہے ہیں۔ سیام کی چوٹی سے خود مختار بادشاہت اور لائبیریا کی ننھی سی جمہوریت جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر کے اتحادیوں کو امداد دینے کی تیاریاں کر رہے ہیں (سیام جزیرہ نمائے چین میں ایک بدھ مذہب کے خود مختار بادشاہ کے زیر حکومت ہے اور لائبیریا افریقہ کے مغربی ساحل پر آزاد شدہ امریکن مسیحی حبشی غلاموں کی ریاست جمہوریہ ہے۔ جغرافیہ) یورپ کے جنوب مغربی گوشہ میں ہسپانیہ و پرتگال سازشیوں کی خفیہ کوششوں کا میدان بن رہے ہیں۔ فرانس بھی جاسوسوں کی بیخکنی کی تدابیر کر رہا ہے سب سے آخری جاسوس جو گرفتار ہوا ہے وہ ایک عورت ماتاہاری نام ہے یہ تھی تو جرمنی الاصل مگر بدنام ہندوستان کو کر رہی تھی اور اب اپنے کیفر کردار کو پہنچ رہی ہے۔ یعنی دنیا چند ایام سے خاموشی کے پردے میں اندر اندر کچھ ایسے سامان تیار کر رہی ہے جن سے دنیا کو پھر امن و امان کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا۔

بمبئی میں عیسائیوں سے مباحثہ

پادری جوالا سنگھ کا فرار

احمدیت کی بیّن فتح

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

تمہیدی امور قرارداد کے موافق ساڑھے سات بجے شام کو گرانٹ روڈ میتھوڈسٹ چرچ میں مباحثہ کا آغاز ہوا تثلیث کا مضمون زیر بحث تھا حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کے ارشاد کے موافق صدر کا کام شیخ یعقوب علی صاحب کے سپرد ہوا۔ عیسائیوں کی طرف سے پریذیڈنٹ ایک عرب منتخب ہوا اسلئے فریقین پریذیڈنٹ ایک مسلمان تھا جو اسی وقت انتخاب کیا گیا تھا۔ ہال میں چھ سات سو آدمیوں کی گنجائش ہو جاتی ہے مگر موجودہ حالت میں آسانی کے ساتھ اس سے بہت کم کی گنجائش تھی تاہم وہ دو تین سو کے درمیان موجود تھے اور جس قدر بھی تھے وہ دلچسپی لینے والے اور سکون سے سننے والے تھے اول سے آخر تک بیٹھے رہے حالانکہ مباحثہ قریباً سوا گیارہ بجے تک جاری رہا تعلیم یافتہ مسلمان اور ہندو اور عیسائی موجود تھے تیسرا پریذیڈنٹ جو منتخب ہوا وہ دادر سے آیا تھا بہر حال گو بمبئی کی مناسبت سے تعداد کم ہو مگر مذہبی لیکچروں کے خیال سے اور ایسی حالت میں کہ کوئی اعلان نہیں ہوا تھا یہ حاضری کافی تھی اشتہار شام تک چھپ سکا پھر بھی گھنٹی لیکر کچھ اعلان کیا مگر بمبئی میں اعلان کے لئے منادی یا گھنٹی کے ذریعہ اعلان کافی نہیں ہو سکتا۔

شیخ صاحب نے ابتدائی تقریر میں جلسہ کی غرض اور پادری جوالا سنگھ کے چیلنج اسکے جواب اور احمدی جماعت سے خطاب اور سلسلہ کے مرکز قادیان سے علماء کا بھیجا جانا ظاہر کر کے یہ امر حاضرین کے ذہن نشین کیا کہ پادری صاحب کو اپنے مضمون کے متعلق دعویٰ اور دلیل اپنی کتاب سے پیش کرنا چاہیئے۔

جوالا سنگھ کی تقریر کا خلاصہ

پادری صاحب نے ۵ بجے ۲۰ منٹ پر اپنی گفتگو شروع کی اور یہ انہوں نے پہلے ہی ظاہر کر دیا کہ "میرا اختیار ہے کہ میں ایک دن اعتراض کروں یا چار دن" جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ غالباً پیچھا چھوڑا کر جانا چاہتا ہے مگر مضامین کی ترتیب ایسی واقعہ ہو چکی ہے کہ آٹھ دن سے کم میں ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ ایکدن وہ بولیگا اور ایکدن ہم۔ جوالا سنگھ نے اپنی تقریر میں جو کچھ بیان کیا اسکا خلاصہ مندرجہ ذیل امر ہیں۔

(۱) مسیحیوں کا عقیدہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث سلف سے چلا آیا ہے تثلیث میں ۳ فرد یا ۳ اقنوم۔ رب۔ ابن۔ روح القدس ہیں

(۲) انجیل میں ہر ایک کے متعلق جو صفات۔ افعال اور پرستش و عبادت کے لایق ہونا یکساں بیان کیا گیا ہے۔

(۳) بیٹا خدا سے مولود اور روح القدس باپ اور بیٹے کے تعلق سے مصدور ہے اور یہ تینوں مستقل بالذات واجب الوجود ہیں اور یہ بہ ہیئت مجموعی واحد ہیں۔

(۴) اس عالم میں حقایق مختلفہ ہیں اسلئے ذات باری میں متکثر ہونی چاہیئے واحد سے کثیر کا صدور نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالق کے عرفان کے لئے ربط ضروری ہے اور ربط کے لئے تثلیث ضروری ہے۔ یہ خلاصہ پادری صاحب کی تقریر کا ہے جو انکے الفاظ کو چھوڑ کر لکھا گیا ہے۔

مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب کی جرح

میر صاحب اسکے جواب کے لئے کھڑے ہوئے تو انکی تقریر سلیس اور عام فہم ہونے کے علاوہ اس رنگ کی تھی کہ دوسرے لوگ اسکو ضبط کرلیں مضامین کی ترتیب ان کے دماغ میں موجود تھی اسلئے وہ تکرار سے بھی کام لیتے تھے اور انہوں نے پادری صاحب کے الفاظ کی پرواہ نہ کر کے یہ امر مد نظر رکھا کہ لوگوں کو سمجھ آجاوے چنانچہ انہوں نے اپنی تقریر کو ذیل کے حصوں پر تقسیم کر دیا۔

اوّل۔ پادری صاحب نے کہا تھا کہ یہ عقیدہ سلف سے ہے اسپر میر صاحب نے جرح کی اس دعوے کے ثبوت میں پادری صاحب کا فرض ہے کہ وہ انجیل سے ثابت کریں یعنی مسیح کے قول سے کہ خدا میں تین اقنوم رب ابن۔ روح القدس ہیں اور رب سے ابن تولد ہوا اور روح القدس کا صدور ابن اللہ کے ذریعہ یہ پہلا مطالبہ ہے۔

دوم۔ پادری صاحب نے بتایا ہے کہ یہ اقانیم صفات میں ایک ہیں اب خدا تعالےٰ کے جو صفات ہیں وہ ابن اور روح القدس میں بھی بقول انکے پائے جاتے ہیں پس ہم انجیل سے دیکھتے ہیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہے اگر انجیل صاف لفظوں میں کہدے کہ مسیح میں وہ صفات نہیں تو پادری صاحب کا یہ دعویٰ باطل ہو جاویگا۔ اوّل کیا مسیح نے دعویٰ کیا کہ مجھ میں خدا کی صفات ہیں یا خدا یا کوئی اقنوم ہوں اگر ان کا دعویٰ ہی نہیں تو پادری صاحب کا کیا حق ہے کہ وہ انہیں اقنوم یا خدا قرار دیں۔ بیس ۲۰ دکھائیں کہ مسیح نے کہاں دعویٰ کیا ہے برخلاف اسکے مسیح نے یوحنا ۱۷ باب میں اپنے فرستادہ ہونیکا اقرار کیا اور خدا تعالیٰ کو اکیلا خدا منوانا چاہا۔ صفات کے سلسلے میں انہوں نے انجیل سے ثابت کیا کہ وہ عالم الغیب نہیں قدوس کامل نہیں قادر مطلق اور اعلیٰ اور اکبر نہیں پس جب یہ صفات الٰہیہ مسیح میں نہیں پائی جاتی ہیں اور وہ خود اقرار کرتے ہیں تو یہی نہیں کہ پادری صاحب کا دعویٰ باطل ہو گیا کہ خدا کی صفات سے انہیں موصوف کیا گیا ہے بلکہ تثلیث بھی باطل ہو گئی کیونکہ ایک اقنوم ان افراد ثلاثہ میں سے نکل گیا۔

سوم۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ دعویٰ انجیل میں ہے دلائل نہیں اسپر میرا مطالبہ ہے کہ کامل کتاب کو دعویٰ اور دلائل خود دینے چاہئیں اسلئے وہ ان دلائل کو پیش کریں جو مسیح نے حواریوں نے مرسل نے عوام کے سامنے پیش کئے اگر تثلیث کی تعلیم ان سب نے دی تھی تو آخر کن دلائل سے لوگوں کو سمجھایا وہ دلائل پیش کریں

چہارم فلسفہ کے متعلق کہا کہ عوام تو اس کو سمجھتے نہیں پادری صاحب کو دلائل ایسے بیان کرنے چاہئیں جو سب سمجھ سکیں میں پوچھتا ہوں کہ یہ جو تین اقنوم ہیں انمیں کوئی امتیاز ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر تین نہ ہوئے ایک ہی ہوا اور اگر ہے تو پھر سوال ہے کہ اچھی بات میں یا بری میں پہلی صورت میں ایک ناقص ٹھہرا۔ اور دوسری صورت میں بڑا اور مجموعہ ناقص ہوگا یا بُرا۔ اور یہ خدا کی شان سے بعید ہے

میر صاحب کی تقریر کا اثر اور مسیحی مناظر کی مشکلات

میر صاحب کی اس تقریر کا اثر خدا کے فضل سے حاضرین پر بہت ہی اچھا پڑا سب بشاش اور خوش تھے۔

پادری صاحب کو اس تقریر کے جواب میں بہت مشکل پیش آئی کیونکہ اسکی تقریر تو کوئی سمجھا نہ تھا یہ عام فہم اور موثر تھی۔ پادری سلیس اور سادے الفاظ بولنے پر قادر نہیں اسنے جاتے کہا کہ میر صاحب تثلیث اور الوہیت مسیح کو سمجھے نہیں دونوں کو خلط کر دیا ہے عقیدہ تثلیث قرآن مجید سے پہلے قائم ہوا تھا ۳۲۵ء میں۔

انجیل میں مسیح نے پیش کیا یا نہیں یہ سوال کرو کہ خدا کی صفات دیئے گئے یا نہیں۔ میر صاحب نے الوہیت مسیح پر جرح کی ہے تثلیث پر نہیں اسلئے خارج از بحث ہے۔

عوام الناس سے میرا خطاب نہیں علماء میری تقریر سمجھتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ ما بہ الامتیاز ہے یا نہیں کہا کہ امتیاز ہے ان میں تعلق علت و معلولیت کا ہے مسیح کے حواریین کے دلائل کے مطالبہ کے جواب میں کہا کہ نقل کی پیروی اندھی تقلید ہے۔

احمدی مناظر کا جواب

اسکے جواب میں میر محمد اسحٰق صاحب نے اپنی تقریر کو دوسرے پیرایہ میں بیان کیا اور بتایا کہ جب تثلیث میں ایک اقنوم ابن بھی ہے اور پادری صاحب کا دعویٰ کہ خدائی صفات سے وہ متصف ہے تو یہ خارج از بحث کیونکر ہوا۔ اس سے تو تثلیث کا دعویٰ ہی ٹوٹ گیا کیونکہ تین کے بجائے اب دو ہی رہ گئے مجھے اصول مناظرہ کے رو سے حق تھا کہ میں کسی ایک کو باطل کر دوں سو بیٹے کے متعلق صفات الٰہیہ کو باطل کر دیا۔

پادری صاحب نے کہا تھا کہ یہ عقیدہ مسلمہ سلف سے ہے جسے مطالبہ کیا تو آپ نہوں نے کہا کہ قرآن کے تین سو برس پہلے کا ہے اب بتاؤ کہ جب قرآن سے تین سو سال پہلے کا ہے تو سلف کا عقیدہ کیونکر ہوا ہے مسیح کو خدا منایا گیا اور اسکو خبر ہی نہیں۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ عوام دقائق نہیں سمجھتے اسپر مطالبہ ہے کہ کیا تثلیث کا سمجھنا عوام کا اور سمجھانا پادری صاحب کا فرض ہے یا نہیں ہے اگر نہیں تو پھر اسکو شش تمام کرنیسے کیا حاصل ہے اور اگر فرض ہے تو ذرا عوام کو وہ دلائل تو بتائیں جن سے اس عقیدہ کو سمجھ لیں عجیب بات ہے عقیدہ اصولی اور دلائل ایسے جو صرف علماء سمجھ سکیں پھر پادری صاحب کہتے ہیں کہ انجیل میں دعویٰ ہے دلائل عقلی میں پیش کرتا ہوں میرا مطالبہ ہے کہ مسیح نے یہ عقیدہ پیش کیا یا نہیں ہے اگر نہیں تو تمہارا کیا حق ہے پیش کرو اگر کیا تو وہ دلائل بتاؤ جو انہوں نے دیئے۔ یا یہ اقرار کرو کہ مسیح بے دلیل منواتے تھے پھر میں نے مطالبہ کیا تھا کہ تینوں میں امتیاز ہے یا نہیں ہے پادری صاحب کہتے ہیں کہ امتیاز ہے ایک علت ہے ایک معلول ہے ایک معلول ہے میرا سوال تو یہ ہے کہ اسوقت کوئی امتیاز تینوں میں ہے یا نہیں اگر نہیں تو ایک ہوا اگر ہے تو مجموعہ ناقص ہوگا۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ مجموعی ترکیب ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ حقیقی ہے یا اعتباری حقیقی ہے تو ایک دوسرے کا محتاج ہوا اور صاحب الجمعہ رہا اعتباری ہے تو وہ جدا جدا چیزیں ہوئیں۔

آخری تقریریں اور سامعین کا فیصلہ

پادری صاحب نے اسکے جواب میں پھر ان باتوں کو دہرایا مگر کھسیانا ہو کر۔ میر صاحب نے اپنی تقریر میں اور کچھ لا آخری تقریر میں پادری بہت ہو گیا ہاتھ پاؤں بہت ملے لوگ بیزار ہو کر اٹھنے ہی کو تھے مگر پھر ان کو ٹھہرایا گیا۔ غرض اس مباحثہ کا اثر بہت اچھا پڑا ہے تقریر کے بعد پبلک کے بعض افراد نے پادری صاحب کو جھاڑا بھی کہ دینی اور مذہبی عقیدہ کو پیش کرنا اور الفاظ ایسے استعمال کرنا جو دوسروں کی سمجھ میں نہ آئیں

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر پبلشر ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپکر مالک کمیٹی تبلیغ ہوا